تعین ہوئے اور جب وہ وہان پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے دلالت کی اور جب اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا اور ایک خندق عمیق گرد اگرد اُسکے کھودکر آب نیلاب اُسمین جاری کیا تھا فرمانبرداری اُسکی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا دوسرے روز شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور بعد اُسکے امیر شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد دو سو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پرکرکے پایان آب مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران ہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑ کے روانہ ہوا یہانتک کہ اس مقام مین پہونچا کہ جہان نہر جہلم اور چناب یکجا ہوئے ہین اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ تلنبہ اس مقام مین تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھکر عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین لائے اور صحراے تلنبہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا اس بلد کے اہالی کے حوالہ ہوا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین اُٹھا لاوین اسیقدر جو کافی ہو لیتے ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہوگیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آذوقہ اُٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر جلادیا اور جب یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع مین پہونچنے کیوقت مردم تلنبہ نے فرمان برداری نہین کی امیر شاہ اور ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر مین داخل اور لوازم نہب و غضب مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور علما اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نہ رہا اور دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز مین نزول فرمایا اور اُسجگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کہکر کی دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پایہ ثبات محکم کیا ہے فوراً اُردو کو وہان چھوڑکر اسطرف روانہ ہوا مجرد پہونچنے کے سپاہیون نے اطراف و جوانب سے آب سے عبور کرکے اُس جماعت کو پریشان اور ہیتون کو بیجان کیا اور مال و اطفال اُنکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز مین اسقدر غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اُٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہان سے کوچ کرکے آب بیاہ سے عبور کیا اور ولایت آباد اور پُر علف اور آذوقہ مین داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہے کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپ کو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف و جوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتون کو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا اسواسطے کہ لشکر کو وہان سے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوا شہزادہ ساتھ اس لشکر کے بعضے انمین سے گھوڑ سوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفائس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایون مین گذرانکر مجموعہ کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایکدن شہزادہ کے ہمراہیون کو مرحمت فرمائے اور جو کچھ شہزادہ نے حاکم بھٹیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی

قصبۂ اجودھن کیطرف بطور یلغار روانہ فرمائے اور اجودھن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹنیر کیطرف پناہ لگئی اور بعضون نے توکل کرکے قصبۂ اجودھن مین استقامت کی کسیطرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودھن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہانکے باشندون کو امان دیکر عزم بھٹنیر مین روانہ ہوا اور آب اجودھن سے عبور کرکے خالص کوٹلہ مین فرودگش ہوکرکے وہانسے بھٹنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا ایلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ دراز طے کی اور چونکہ وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور بلاد دور سے واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس سبب سے آدمی اجودھن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لیگئے جسقدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ مین در آئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم ہوئے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سبکو قتل کیا اور اموال اُنکا لیا یہ دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور راے خلجی جو وہانکا حاکم صنادید کفار ہند سے تھا باوجود سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام رکھا تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین راست کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی اُسپر حملہ آور ہوئی اُسنے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب صعب کے بعد فائق اور غالب آکر مغرب کیوقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی راے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور سید کو شفاعت کیواسطے بھیجکر ایک دن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہونگا صاحبقران نے التماس اُسکی قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کرکے امان چاہی اور راے خلجی کا بیٹا قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن راے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج کے کہ اجودھن سے بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گرانمایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شاہ اور امیر اللہ داد واسطے ضبط دروازہ کے متعین ہوئے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین در آئے تھے نکالین اور جنسے مسافر کابلی کو میرزا پیر محمد جہانگیر سے قتل کیا ہو سزا کو پہونچادین اور باقی اہل سے امان دیکر رہا کرین چنانچہ مردم دیپالپور نے مسافر کابلی مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم اُنمین سے پانسو آدمی اپنی سزاے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے برادر اور پسر راے خلجی نے بنیاد فضولی کے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے راے خلجی کو مقید کرکے سلطانی شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان مین آکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر اللہ داد تحصیل زر امانی کیواسطے شہر مین داخل ہوئے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر سخت طلبی زر امانی کے سبب سے اپنے تمام اسباب مین آگ افروختہ کی اور اپنی زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصورہ سے بہتون کو ہلاک کرکے آپ بھی قتل ہوئے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک سیاہ کیا اور سرستی مین آیا اور باشندے سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کرکے قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہان کے آدمیون کے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ رجب پور اہرونی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغروق کو سامانہ کیطرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے

جنگلون

مجنون کیطرف متوجہ ہوا اور قوم جٹان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نچھوڑا اور ایک جماعت سادات
سے کہ ایک موضع مین استقامت رکھتی تھی اُسپر عنایت فرمائی اور جب قریہ کیتھل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پر ہے پہونچا تمام
شاہزادہ اور امرا جو اطراف مین بھاگ گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اس موضع مین جمع ہوئے اور لشکر اکثر بعد
لشکر منصور جدا ہو کے سمت روان ہوے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہانکے باشندے بہ پہنچان اور
فراوانی عاقبت کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دوآب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لیکر ہندوون کو
قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندن ایک آب عمیق ہے سلطان فیروز شاہ باربک
مرحوم آب کالپی سے لایا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس
تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب کے مقابل بسعادت و برکت عمارت جہان نما مین نزول فرمایا اور گذر یائی
آب سے بنفس نفیس اعتبار فرمائی اور امیر سلیمان شاہ اور امیر جہان کو تاخت و تاراج جنوبی کیواسطے بھیجا
اور خود ساٹھ سو سوار کمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارات کے سیر مین مشغول ہوا اور گذر آب
اور دہلی جانب کو ملاحظہ فرماتا تھا کہ اس درمیان مین ناصر الدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اسپار
دیکھے پانچ ہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے میر یوسف کو کہ امرای
معتبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کیواسطے متعین ہوا تھا گرفتار کرلائے اور حکم کے موافق اسکی گردن ماری پیچھے صاحبقران الٹا
اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اسطرف تھے جنگ کیواسطے کھڑے ہوئے اور سونجک بہادر اور الہداد نے
بھی حسب الحکم اُنکے کمک ساتھ دو قشون آب کے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیر اندازی مین مشغول ہوئے اور ملو خان صلاح معاودت
مین جانکر لپٹے آئے اور بہادرون نے تعاقب کرکے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ
مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دوا دوش کے صدمہ سے گرکر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے
دن غربی لونی سے کوچ کرکے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہے نزول جلال و حلول اقبال فرمایا اور اس یورش مین جو
شاہزادے اور تمام سردار بپایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوئے اور امیر جہان اور دوسرے امرا نے عرض اقدس مین پہونچایا
کہ لب آب سندھ سے یہانتک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوئے ہین اور اُس دن
بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان شہر سے برآمد ہوئے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بروز جنگ اتفاق کرکے
ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہوجاوین جو اکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نرکھین اور جو کوئی اس حکم کی
تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے
اسصورت مین اُسدن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک
نفر اُردو مین رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو
آب جون سے عبور کرکے صحراے فیروز آباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گائے اور بھینسوں کے گردن اور
پاؤن مین چرم خام باندھ کر اُس خندق مین چھوڑا اور چوکیدار اُسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوئے اور ماہ مذکور کے
ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران بسعادت و اقبال سوار ہوکر برانغار و جرانغار و قول کو آراستہ
کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملو اقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو پچیس ہاتھی مجمع کو مسلح اور مکمل کرکے

صاحبقران کیطرف متوجہ ہوئے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوئے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانونکو نگونسار کیا اور ہندوستانیون نے آپ کو مرد میدان اُن غازیونکا نپاکر راہ گریز نا پی اور سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کچھ لوگونسے بہزار مشقت اپنے تئین شہر کیطرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تکامیشی کر کے مظفر اور منصور ہو کر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصرالدین محمود اور ملو اقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیون سے اپکو شہر مین پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہو کر سلطان ناصرالدین گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ملو اقبال خان برن کیطرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہو کر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور اُنھون نے بطور راہ سریع السیر کے جاکر بہتونکو ہلاک کیا اور بیٹیا ملو اقبالخان کا کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوئے اور طلب امان کی عرض اُنکی درجہ قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولہوین ماہ مذکور کو ایک جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے شہر پناہ مین کرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے ما یحتاج کیواسطے شہر مین آئے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہرچند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش پنجروزہ مین مشغول تھا کسیکو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر آمادہ ہوئے اور امرا نے اسقدر کیا کہ دروازے بند کیے تاکہ دوسرا شہر پناہ مین قدم نرکھے لیکن اسقدر سپاہی شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نکرکے تمام شہر مین در آئے اور غارت عام ہوئی اکثر اہل لشکر کے ہرایک شخص نے سونفر سے زیادہ ہنود کو اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر سے بالتخصیص الماس اور یاقوت اور مروارید یعنی جو چیز کہ امکان تحریر سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے مسجد جامع مین جمع ہو کر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جاکر اُس مسجد کو اُس جماعت خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار سے گئی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہے کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر اُنکی شاق طلبی اور سخت گیری سے مقام ابی مین ہو کے اور چند نفر محصلون یعنی منزاولون کو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک یہ امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہوا تھا اور صاحبقران ایک سو اور بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈے اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ باربک سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہو کر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکو دلمین گذرا کہ سمرقند مین اسکے مانند تیار کیجے چنانچہ دہلی کے سنگتراشونکو سمرقند کیطرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین توقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کے وقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور ساتھ سعادت کے روان ہو کر فیروز آباد کیطرف آیا وہان بہادر نے دو طوطے سفید جنکو کاکاتوا کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر

جمع قاضی ۱۲

اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کیطرف سے جا کر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور خضر خان جو میوات کے
پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آنکر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہو کر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک
جماعت امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے جو اہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جا کر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے رہنے والے
جنگ پر آمادہ ہو کر کہتے ہین کہ ترمشین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر
غضبناک ہوئے اور خود بنفس نفیس تاخت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظ بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودنے مین مشغول
ہوئے چنانکہ دوسرے دن ہر ایکطرف سے دس گز اور پندرہ گز نقب قلعہ کیطرف پہونچاتے تھے اور الیاس اعوان حاجی اور مولانا احمد تھانیسر کا
بیٹا اور ملک صفی گبر جو کہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوئے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیا لگائین اور بعضے
کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کرکے امرای مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو
زندہ نچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین برج اور دیوارہاے قلعہ مین آگ روشن کرکے قلعہ ہتھنیر کے مانند اُسے بھی خاک سیاہ
کیا اور جب ایسی فتح آسانی سے لشکر منصورہ کو نصیب ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین اور اُن ممالک کو بالکل
تاخت و تاراج کرکے بندوبست کیا اور آب گنگ سے عبور کرکے اس مقام مین کہ جہان سرچشمہ ہے اور سلطان محمود غزنوی
بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کرکے اُنکے زن و فرزندونکو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم
ہوا اثناے مسافت کے درمیان مین رتن نام ایک زمیندار کو مغلوب کرکے ساز و سلب اُسکا غارت کیا اور نواح جمو کے درودنگ چند
قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہانکا راجہ حرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اُسے بھی بضرب شمشیر آبدار مجروح کرکے گرفتار کیا اور امیر
صاحبقران کے تکلیف سے اُسنے مسلمان ہو کر گاے کا گوشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی جسرت کھکر کو کہ
صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بندشان آنحضرت کے مخالفت پر سے سرزنش و ملامت بہت کی اور سارنگ خان
اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُسکے بارہ مین ساتھ
اس حد کے پہونچی کہ جو ساتھ ایک حشم اور لشکر انبوہ کے پہونچی تھی اور نسبت اپنی شیخا کھکر سے کرتے تھے کسی شخص کو افواج عساکر منصورہ
سے یہ مجال نتھی کہ متعرض ہوتے جب شیخا کھکر رخصت حاصل کرکے اپنے مقام مین گیا فرصت پا کر قلعہ لاہور متصرف ہوا اور بسبب جادہ اطاعت
اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن جو سال ایک جلد مسودہ اصل کتاب کے انتظام رکھتا تھا اور مولانا عبد الصمد صدر وقتیکہ
جو ماوراء النہر سے آتے تھے اُنسے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواح پنجاب مین پہونچے جب کبھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت
مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کرکے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور
لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کرکے بتعجیل روان ہوا اور دہلی
اور میرٹھ دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر آیا اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے
درمیان تھا مع اپنے لشکر میرٹھ کیطرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمعیت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان
چونکہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کرکے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروز آباد کیطرف آنکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ
مین لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیون کے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے
شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کیواسطے برن کیطرف بھیجا اور اثناے راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغوا
سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کرکے شہاب خان مقتول کا مال و اسباب

لوکر دوبارہ قوی ہوا اور دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور نصرت شاہ تاب اُسکی مقاومت کی نلاکر میوات کیطرف بھاگا اور ملو اقبالخان از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی سے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے خوف سے اطراف وجوانب میں بھاگ گئی تھی وطن کیطرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسیوقت سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان نہ ہوئی اور ولایت میان دوآب ملو اقبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک دور دست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اور اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کو حکم صاحبقران سے خضر خان اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اور چندیری اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن مالکزادہ فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور دوسرے پر اعتماد نکرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور ابد کے حکم سے دولت اور سلطنت کو پہونچے تمرا اُسکی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین ملو اقبال خان نے دار الخلافت دہلی سے بیانہ کیطرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا دو ہاتھی اور جلوس اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے قنوج کیطرف گیا اور زر نقد سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت کی اور سُنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا متبنی لوا ملک ولد اصل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملو اقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ پٹیالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا لشکر اُسطرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو اقبالخان نے قنوج مین جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ مین در آوے اور اسطرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونون لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسیکو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اُکھاڑکر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف راہی ہوئے اور ملو اقبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کیطرف گیا تھا اُسوقت جسنے التماس ملو اقبال خان سے دہلی مین آیا اور بادشاہی روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو اقبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر قنوج کیطرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت وابہت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ ایک صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ باین خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہی مجھے بادشاہ بناکر خود میرے خدمتگارون کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہوکر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنیکا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسیطرح پلٹ گیا اور قنوج کیطرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہان کے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کیطرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور ۸۰۵ آٹھ سو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار کہ صاحبقران کے وقت فترات مین راجہ سنگھہ کے تصرف مین آیا تھا اور بعد فوت اُسکے اور اُسکے بیٹے کے برم دیو راجپوت کی طرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا

جوکہ وہ قلعہ نہایت استحکام مین تھا اسکی نواح مین تاخت کرکے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے برآمد ہوکر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھاکر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق تاخت کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور سنہ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ اٹاوہ کیطرف لشکر کھینچا اور راے سمیر اور گوالیار اور راے جہالا وغیرہ جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اُسکے پیشکش لیکر کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان قلعہ کا محاصرہ کرکے ایک مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اسکی تدبیر پیش رفت نگئی اور ماہ محرم سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کرکے سمانہ کیطرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زاد بھی تھا اور سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اور ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے مراد ہے چھوڑ کر کوہ بدہ کیطرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچکر فروکش ہوا آخر حضرت علم الدین نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین انکے صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان کیطرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کرکے خطبہ و سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جسوقت تلونڈی مین پہونچا راے داؤد کمال متی اور راے ہنو فرزند راے رتی کو دستیاب کرکے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست کھچوایا اور جب اجودہن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر جمع کیا اور دیبالپور اور ملتان کو جمع کرکے استقبال کیا جمادی الاول کی انیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو شامت نقض عہود کی اسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہوکر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی کے سپاہی اُسکا سر کاٹکر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتحپور کیطرف کہ اُسکا مسکن تھا بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا **بیت** ز نقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ● بہ پنجہ مہلت نزود در کنار نہد ● دولتخان لودھی و اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور جب بادشاہی اور اقبال خان نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے خوف دلا تھا ناصر الدین محمود شاہ مہمات پنجاب اور ملتان اور پایہ تخت کو مستحسن نہ کرکے دولتخان لودھی کو مع لشکر گران بیرم خان کے سر کردہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کیطرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین آنکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ تدبیر پیش رفت نجاویگی دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے متنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بتنگ آنکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اقطاع کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لیکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ پر کوچ جاتا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اُس سے بھی عبور کرے اُس درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی الپ خان والی مندو کو گرفتار کرکے مملکت مالوہ پر متصرف ہوا اور جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کرکے جونپور کیطرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ آٹھ سو دس ہجری مین درمیان دولتخان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند مین داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ مین خضر خان اس حدود پر متصرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی مین آیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین سلطان ناصر الدین محمود

ملک منیر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک منیر ضیا قلعہ سے برآمد ہو کر مقابل ہوا لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ مین داخل ہوئے اور ملک منیر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کی طرف گیا سلطان ناصر الدین محمود نے اسد خان لودھی کو سنبھل مین چھوڑ کر دہلی کیطرف آیا اور ۸۱۱ھ آٹھ سو گیارہ ہجری مین بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کیطرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ مین حصاری ہوا چند روز کے بعد اُسنے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کرکے دہلی کیطرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور مردمان فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف مین تھا تاخت لاوے اور خود سنہ مذکور مین رہتک کے راستہ سے دہلی مین آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل و شجاعت سے چندان بہرہ نرکھتا تھا فیروز آباد مین حصاری ہوا اور خضر خان نے چندروز اُسکے محاصرہ مین قیام کیا پھر غلہ اور علف کے نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتح پور کیطرف گیا اور ۸۱۲ھ ہجری مین بیرم خان ترک بچہ خضر خان کے ساتھ مخالفت کرکے دولت خان کے پاس جو دریای جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل و عیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہو کر از روے عجز پھر خدمت مین خضر خان کے آیا اور اُن پرگنون پر کہ اُسکی جاگیر مین تھے پھر مقرر ہوا اور ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ ہجری مین خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کیطرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک مین متحصن ہو کر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہو کر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کرکے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتحپور گیا پھر ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ ہجری مین خضر خان رہتک کی طرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس اور مبارز خان نے استقبال کرکے ملازمت کی انھین نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کرکے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور بہادر خان کے تصرف مین تھا غارت فرما کر دہلی مین آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمین سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد مین رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کے چہرۂ حال کو مشاہدہ کرکے خضر خان سے جا ملا اور اُسے اُٹھا کر فیروز آباد کیطرف لیگیا اور ولایت میان دوآب کو ضبط کرکے چاہا کہ اپنا غلہ اور اذوقہ کا دہلی مین پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے اس مرتبہ بھی مساک باران ہو کر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دست کش ہو کر فتحپور کیطرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب مین کھتیل کیطرف سوار ہو کر شکار مین مشغول ہوا اور مراجعت کیوقت ذیقعدہ کے مہینے مین مرض الموت مین مبتلا ہو کر اسی مہینے مین مرگیا چنانچہ اُس تاریخ سے دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی اُسکے علامونکے تھے منقرض ہوئی مدت سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل و انقلاب کے بیس برس دو مہینے تھی اور اُسکے انتقال کے بعد امراے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ و سکہ دہلی کا ماہ محرم ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین اُسکے نام پڑھا گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہو کر اُس سے جا ملے اور دولتخان لودھی اسی ماہ جلو سمین کہیتر کیطرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہو کر ملازمت کی اور جب قصبہ بیتالی مین پہونچا مہابت خان بدایونی نے آکر دیکھا اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن محمود خان کو کالپی مین محاصرہ کیا ہے جو قلت فوج کی سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نرکھتا تھا دہلی مین پلٹ آیا اور خضر خان کہ ہمیشہ سے کمین کا جو یا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا

اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم کرکے بماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی مین پہونچا اور دولتخان لودہی کو قلعہ سیری مین قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولت خان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری مین قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروزآباد مین محبوس ہوا اور پھر قضائی الٰہی سے مرگیا مدت اسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ **ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا** صاحب طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہے اور ملک سلیمان ملک مردان دولت کا کہ امرای کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہے پسر خواندہ تھا اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان مین فوت ہوا اور حکومت وہانکی اُسکے پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ مین قضائی الٰہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی سیادت کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت پر سرفراز ہوا اور جیسا گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور وہ بعد فتح دہلی صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوا اور حُسن اخلاص اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے یمن عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک مبذول کیے **اور جو صاحب تاریخ** مبارک شاہی نے دلیل قوی اُسکے سیادت پر لکھی ہے نقل اُسکی مصنف نے اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہووے **اول** یہ کہ ملک سلیمان اُسکا باپ جسوقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان جو قبل اُسکے کبھی دعوی سیادت کا نکرتا تھا طشت اور آفتابہ ہاتھ دھونیکے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہے پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان پر گذری یقین ہے کہ وہ سید ہوگا **دوسرے** یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم ساتھ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہے القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبد الرحیم منھ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھ علاء الدین کے مخاطب کرکے اقطاع ملتان اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے تھانیور اور تربدہ اور اقطاع خوب کرامت فرمائے اور اسیطرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھ خطاب اور القاب کے مخاطب کیا اور ابتدا مین سکہ اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان مین اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا لیجا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق میرزا شاہرخ کے واسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کھینتر کیطرف بھیجا اور اُسنے دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کھینتر پر تاخت کی اور راے نرسنگھ وہانکا راجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ لیگیا پھر اُسنے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی آنکر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہانسے کھور اور کنبل و رچند دار مین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتون کے تصرف سے برآوردہ کرکے اٹاوہ کی سمت گیا

اور وہاں کے مقدموں کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور انتظام اُس ممالک کا کر کے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جمادی الاول سنہ مذکور میں خبر پہونچی کہ جماعت ترکوں کی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدھو کو کہ شاہزادہ مبارکخان کی کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کر کے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہے خضرخان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران اُنکے سر پر تعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کر کے پہاڑ میں در آئی اور زیرک خان تعاقب کر کے پہاڑ پر پہونچا اسواسطے کہ تمام پہاڑ اُس ولایت کے ساتھ پہاڑوں نگرکوٹ اور اُنہیں نواحی کے متصل ہیں اور اُسوقت میں چند زمیندار غلبہ کر کے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان نے ملک داؤد نے ہر چند اُنکے اخراج میں کوشش کی کچھ فائدہ نہوا اور ۸۱۹ھ آٹھسو اُنیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کیطرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہے خضرخان ہمت اُسکی دفع پر تعین کر کے اُسطرف روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب نہ دیکھکر مالوہ کیطرف راہی ہوا اور خضرخان جب جھائن میں پہونچا الیاس خان حاکم شہر تو المسمی بعروس جہان کہ بنا ہای سلطان علاء الدین خلجی سے ہے ملازمت کر کے سرفراز ہوا اور خضرخان گوالیار تک جاکر وہاں کے راجاؤں سے مال مقرری لیکر بیانہ کیطرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی میں آیا اور ۸۲۰ھ آٹھسو بیس ہجری میں خبر ملک طغائے ترک کے بغاوت کی کہ اُنہوں نے سردار قاتلان ملک سدھو رہا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج کثیر اُنکی سرکوبی اور تدارک کیواسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیوں نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ کیطرف کھینچا اور ملک کمال الدین جو قلعہ میں تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفوں کا پیچھا کیا جب قصبہ پایل میں پہونچا ملک طغا نے انقیاد کر کے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلونکو کہ عمدہ اہل فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اُسکے سپرد کر کے سمانہ کیطرف گیا اور ملک طغا نے اپنے بیٹے کو مع پیشکش خضرخان کی خدمت میں روانہ کیا اور ۸۲۱ھ آٹھسو اکیس ہجری میں خضرخان نے تاج الملک کو راے نرسنگھ یعنی کھیتر کے راجہ کے تدارک کیواسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا نرسنگھ ولایت خالی کر کے جنگل ٹولہ میں در آیا اور جب تھوڑے لشکر شاہی نے جنگل میں اُسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اُسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایوں تک اُسکا پیچھا کیا اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچویں دن لشکر میں ملحق ہوئے اور تاج الملک ولایت کھیتر کو تاخت و تاراج سے خراب کر کے بداؤن میں آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداون کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے بزرگ سے تھا رخصت دی اور خود اٹاوہ کیطرف آیا راے سمیر اٹاوہ میں متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایات اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح پر قرار دیکر پیشکش لی اور دہلی میں آیا پھر سنہ مذکور میں خضرخان نے کھیتر کے مفسدوں کی تنبیہ کیواسطے عزیمت کی پہلے ولایت کول کو گوشمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کر کے بازگشت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بداون کیطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور پتیالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دل میں ایک ہراس نے راہ پائی اور بداون میں متحصن ہوا اور چھ مہینے مجادلہ اور محاربہ میں بسر کی اس درمیان میں بعضی امرا مثل قوام خان اور اختیار خان لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولتخان لودھی سے جدا ہو کر خضرخان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا خضرخان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دست کش ہوا اور دہلی کیطرف پلٹ گیا اثنا سے راہ میں جمادی الاول کی آٹھویں تاریخ سنہ ۸۲۲ھ آٹھسو بائیس ہجری میں آب گنگ کے ساحل پر اُنھیں کسی بہانہ سے ایک مجلس میں بلاکر سبکی گردن ماری

اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ ماچیوارہ کے قریب ایک شخص نے آپکو سارنگ خان ظاہر کیا ہی اور خلق کثیر اُسکے پاس
فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان اندنون مین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شہ
لودھی ملخاطب باسلام خانکو جو حاکم سرہند کا تھا اُسپر تعین کیا اور سارنگخان جعلی نے استقبال کر کے حوالی سرہند مین آتش حرب
مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شہ لودھی اُسکے تعاقب سے دست کش ہوا اور خضر خانکے حکم کے
موافق ملک طغاے ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم اسلام خان
کی کمک کو آئے چونکہ سارنگخان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لاچار پلٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار پکڑا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس
ہجری مین سارنگخان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد و پیمان کے ملک طغا سے جا ملا اور ملک طغا ملک و مال اور دولت کی
طمع سے اُسے ہلاک کر کے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کر کے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور
پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خانکو اسپر نامزد فرمایا اور ملک طغا نے جنگ کر کے شکست پائی اور
لودہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کر کے ولایت جسرت بھائی شیخا کھکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر
پائی ملک خیر الدین دہلی کیطرف پلٹ گیا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کیطرف تاخت کی چنانچہ
بعضے میواتیون نے آکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام انپر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہو کر پہاڑون
مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُسکی بڑے بیٹے ملک الشرق
سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان ہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کیطرف تاخت کی اور جو راے سیر مر گیا تھا اُسکے بیٹے سے
پیشکش لی اور مریض ہو کر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کیطرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دوشنبہ کی
طرح اس جہان ناپایدار سے درگذرا مدت اسکی سلطنت کی سات برس اور چار مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل اور عاقل اور کریم
اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خرد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے
اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت صحیح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیئے اور اُسکا بڑا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر
متمکن ہوا **ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کا** جب خضر خان نے اثناے مرض مین
دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر ہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور
مبارک خان اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے
تخت پدر پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام معز الدین ابو الفتح سلطان مبارک شاہ رکھا اُمرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین
اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروز آباد اور ہانسی عنایت کر کے صاحب
جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھو نادری کو جو فیروز آباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا
اور ماہ جمادی الاول سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹہ مین گیا اور مراجعت کیوقت چونکہ جمعیت
قلیل اور متفرق تھی جسرت کھکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کھکر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سد راہ اُسکا ہو
اور حرب اور ضرب کر کے علے بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کر کے مغرور ہوا اور خلل نے
اُسکے دماغ مین راہ پایا دہلی کے تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغاے ترک کو کہ قبل اسکے صدمہ سپاہ دہلی سے کوہستان مین
بھاگا تھا اپنے پاس بلا کر امیر الامرا کر کے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کر کے آب ستلج

سے عبور کیا اور قطع تلونڈی کہ راے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور راے فیروز زمیندار وہانسے بھاگ کر جون کیطرف گیا اور جسرت لودیانہ کیطرف آیا اور روپر کے سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہانکا متحصن ہوکر مجادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے (از روی) فریب دروازۂ صلح کا بند کرکے اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کرکے طغا کے سپرد کرے اور طغا کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ کی خدمت مین بھیجے پس شہر جمادی الآخر ۸۲۴ھ آٹھسو چوبیس ہجری مین زیرک خان حصار جالندر سے برآمد ہوکر تین کوس پر لشکر جسرت آب سرستی کے ساحل پر فروکش ہوا اور دوسرے دن جسرت نقض عہد کرکے زیرک خان پر تاخت کیا اور اُسے دستگیر کرکے پھر لودیانہ مین آیا اور بیسوین ماہ مذکور کو سرہند مین پہونچا اسلام خان حاکم سرہند کا متحصن ہوا سلطان مبارک شاہ یہ احوال اپنے دلمین سمجھکر ماہ رجب سنہ مذکور مین باوجود برسات کے دہلی سے برآمد ہوا جب سرہند کے اطراف مین پہونچا جسرت لودیانہ کیطرف گیا اور زیرک خان اُسکی قید سے بھاگ کر سمانہ مین بادشاہ سے جاملا اور سلطان لودیانہ کیطرف روانہ ہوا اور جسرت نہر ستلج سے عبور کرکے اُس پار بادشاہ کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا اس سبب سے کہ کشتیان جسرت کے قبضہ مین آئین تھین اور آب دریا طغیانی پر تھا سلطان مبارک شاہ نے وہان توقف فرمایا اور جب سہیل طلوع ہوا اور پانی دریا کا اتر گیا کوچ کرکے قبولپور کیطرف خشکی کی راہ سے کہ مراد ساحل آب ہی روانہ ہوا اور جسرت بھی جسارت کرکے اُسطرف آب نہر کے کنارہ سے جاتا تھا اور ہر روز لشکر سلطان کے مقابل فروکش ہوتا تھا یہانتک کہ گیارہوین شوال سنہ مذکور مین ملک سکندر تحفہ وزیر الممالک اور زیرک خان اور محمود حسن و ملک کالو اور دوسرے امراء سلطان کے حکم کے موافق بالشکر کثیر اور چھ زنجیر فیل کے تاخت زن ہوے اور اُس مقام سے جہان دریا پایاب تھا عبور کیا اور بادشاہ نے بھی اُنکے عبور کے بعد اترنا شروع کیا اور جسرت تاب مقاومت نلاکر بلا جنگ بھاگا اور فوج سلطانی نے پیچھا کیا اور اُسکے اعوان اور انصار بیشمار تہ تیغ کیئے اور مال اور متاع اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت کیا اور جسرت بحال مفلوکان آب چناب سے اُتر کر کوہستان مین آیا راے بھیم مقدم جمو نے ملازمت کیواسطے حاضر ہوکر سلطان کو رہبری کی اور تھنیل کیطرف کہ محکم ترین جاہاے جسرت سے تھا لیگیا جسرت دوبارہ بھاگا پھر اُسکے ہمراہی قتل ہوئے اور جو کچھ وہان رکھتا تھا غازیان اسلام کے ہاتھ آیا سلطان مبارک شاہ ماہ محرم ۸۲۵ھ آٹھسو پچیس ہجری مین لاہور مین آیا اور عمارت اُسکی جو ویران ہوئی تھی از سر نو تعمیر کرکے آباد کیا ملک الشرق حسن کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد حصار داری کا بندوبست کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جسرت نے سلطان کے دہلی مین آنیکے بعد فرصت پائی اور جمعیت فراہم کرکے لاہور کے قلعہ کے متصل آیا اور قریب میر حسن زنجانی قدس سرہ کے فروکش ہوا اور قلعہ مذکور کو ایک مہینا پانچ روز محاصرہ کرکے چند مرتبہ قلعہ پر دھاوا کیا مگر کچھ کام نہ کیا ناچار کلانور کیطرف گیا اور بقصد انتقام لینے راے بھیم پر تاخت لایا اور جنگ کرکے جدا ہوا اور آب بیاہ کے کنارے آکر لشکر جمع کرنے مین مصروف ہوا اُس عرصہ مین ملک سکندر تحفہ جو دہلی سے ملک محمود حسن کی کمک کو تعین ہوا تھا گذر لوہی کی طرف پہونچا اور ملک رجب حاکم دیبالپور اور اسلام خان لودھی حاکم سرہند ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور جسرت کو قوت مقاومت نرہی آب چناب اور راوی سے عبور کرکے کوہستان مین پناہ لیگیا اور ملک سکندر تحفہ ماہ شوال کے بارہوین تاریخ سنہ مذکور مین لاہور مین آیا اور ملک محمود حسن اُسکا استقبال کرکے اُسے مقدم گرامی رکھا اور ملک سکندر بھی راوی کے کنارے سے کلانور کی طرف گیا اور جب جمو کی سرحد پر پہونچا راے بھیم خدمت مین حاضر ہوا اور جس مقام مین گمان رکھتا تھا

کھکر پوشیدہ ہوئے تھے مین لشکر لیجا کر قتل کیا اور ملک سکندر تحفہ لاہور سے پھرا اور اُسوقت سلطان مبارک شاہ کا فرمان پہونچا کہ ملک محمود حسن جالندر مین جاکر استعداد اپنی صرف کرے اور دہلی مین آوے اور ملک سکندر تحفہ لاہور مین استقامت کرکے اُس حدود کا انتظام کرے اور ۸۲۶؁ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر تحفہ سے لیکر سردار الملک کو دیا اور کفار متمردکی تادیب وتنبیہ کے واسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت کھینتر مین داخل ہوا اور باج وخراج وہانکے مقدمون سے لیکر متمردونکو سزادی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن نے کہ حصاری ہوکر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کرکے ولایت جماعت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور جو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اُسوقت اُردو سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب کیا اگرچہ اُسے نپایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت وتاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود کوچ کرکے بتعجیل تمام اٹاوہ کیطرف روانہ ہوا اور وہانکا راجہ بہت راجپوتونسے قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اسکے محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کیطرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشیگری کے کہ اُس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور راے بھیم کے جنگ واقع ہوئی اور راے بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال واسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کھکر کے اپنے پاس فراہم کیے اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت قبضہ مین لایا اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کرکے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا اور جسرت ولایت کھکر ونکے درمیان مین جاکر خیل وحشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی کے ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ مسلوک رکھکر اُسے سیوستان اور بھکر اور ٹھٹھہ کے تاخت کیواسطے تحریض اور ترتیب کی کہ سب طرفسے زور شاہ دہلی پر پہونچا کر خود اپنا مقصود حاصل کرے اُسوقت ملک علاءالدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا سلطان مبارک شاہ نے بتوقف درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بھکر اور سیوستان دیکر بالشکر آراستہ اُسطرف بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعہ ملتانکو جو امیر صاحبقرانکے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کرکے لشکر اطراف ونواحی کو جمع لایا اور مستعد جنگ مغل ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندونکی حمایت کیواسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارکخان کو قتل کرکے بیانہ کو خراب کیا ہے اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہے مبارک شاہ نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا بعد رسل ورسائل امیر خان تعہد خراج ہر سالہ کرکے لوازم اطاعت بجا لایا اور سلطان مبارک شاہ وہان سے گوالیار کی طرف گیا اور سلطان ہوشنگ چمبل کے گھاٹ کو لیکر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کرکے عبور کیا اور بعضے امرانے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اُردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور جو بندی مسلمان تھے اُنکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

لائق بھیجی اور حصار کیطرف پھر امبارک شاہ نے آب جھنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین کھینتر کے سمت حرکت کی نرسنگھ راے کھینتر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب مقید ہوا اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کر کے متمردونکو پامال کیا پھر دہلی مین آیا اور استحال مین میواتیون کے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُس طرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب وغارت مین دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کر کے کوہ جہرہ مین درآئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے سبب سے مراجعت کر کے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرونکی طرف رخصت دیکر عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری مین پھر میواتکی طرف گیا اور جلو اور قدو بہادر ناہر کے پوتے مع اعوان و انصار اپنے کوہ الور کیطرف پناہ لیگئے اور ایک مدت لشکر سلطان سے محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور رجب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا قید ہوے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا معاودت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھوین تاریخ ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کی طرف گرم عنان ہوا اور وہان کے متمردون اور سرکشون کو سزا دیکر بیانہ کے سمت گیا اور جو کہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جا کر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز و انکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے برآوردہ کر کے دہلی مین بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو اب تک فتحپور مشہور ہے ملک خیر الدین تحفہ کے حوالہ کیا اور وہان سے گوالیار کی طرف جا کر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے تغیر کر کے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان بن واحد خان کے سکونت کے واسطے تجویز کر کے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کر کے مع زن و فرزند اور تابعین کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک ناصر الدین کو بیانہ کے قلعہ مین چھوڑکر خود چھاون کیطرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجا کر شہر بیانہ پر متصرف ہوا اور ملک ناصر الدین جب قلعہ داری نکر سکا عاجز ہو کر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کر کے دہلی کیطرف گیا سلطان مبارک شاہ نے ملک مبارز کو حکومت بیانہ دیکر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتمد کے سپرد کر کے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو با لشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آتا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی درخواست مین دہلی کیطرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کر کے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور افواج شرقیہ بھوگانو کو تاخت کر کے قصد لطرف براؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور کر کے مواضع جو تولی پرچہ مشاہیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہان سے اتروے کیطرف گیا اور جب وسلے مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جو اٹاوہ کے قصد مین آیا تھا روانہ کیا مخلص خان تاب اقامت نلا کر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کر کے اپنے لشکر سے جا ملا اغاہ شرقی

ساحل آب کو پناہ لیکر برہانپور کی طرف آیا سلطان مبارک شاہ اترولی سے کوچ کرکے قصبہ مال کوسی سمت
متواجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ترک مقابلہ کرکے
قصبہ رابری کی طرف روانہ ہوا اور وہان سے آب جون سے عبور کرکے بیانہ گیا اور آب کھینتر کے کنارے مقام کیا
سلطان مبارک شاہ بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کرکے لشکر سے پانچ کوس پر فرد کش ہوا اور
طرفین اپنے اردو کے آگے خندق کھودکر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز
اطراف لشکر شرقی پر تاخت کرکے گھوڑے اور مواشی اور آدمیون کو اسیر کرلاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ
ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان
مظفر گجراتی اور زیرک خان اور اسلام خان اور ملک چمن نبیرہ خیر خان اور ملک کالون شحنہ فیل اور ملک احمد تبل کو ہمراہ
سرور الملک وزیر اور سید السادات سید سالم کے مقابلہ مین بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال گرم رہا لیکن
شب کو دونون لشکرون نے اپنے لشکرگاہ مین مراجعت کی اور غالب مغلوب سے دریافت نہوا اور دوسرے دن آٹھوین جمادی الآخر
کو شاہ شرقی نے کوچ کرکے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکھات کے راستہ سے گوالیار کیطرف گرم عنان ہوا اور وہانکے
راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو آیلو قلعہ تک پہونچایا تھا ہر چند دست و پا مارے کچھ
کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کے کمک سے ناامید ہوا امان چاہکر ملازمت کی اور سلطان نے قلم عفو اسکے
دفتر جرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمود خان میوات کیطرف گیا اور سلطان مبارک شاہ
نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑکر خود مظفر و منصور شعبان کے پندرھوین تاریخ سنہ ۸۳۱ اٹھسو
اکتیس ہجری مین دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک فدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ تھا
گرفتار کرکے اسیر سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو انتظام ولایت کیواسطے میوات مین بھیجا آدمی وہ ولایت کے
مواضع اپنے کو خالی اور ویران کرکے پہاڑ مین در آئے اور جلال خان بھائی ملک فدوی اور احمد خان اور ملک
فخر الدین قلعہ اندور مین آنکر جمع ہوئے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر کیطرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور
مین خبر پہونچی کہ جسرت کالانور کو محاصرہ کرکے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور کا اسکے سر پر گیا اور منہزم ہوکر لاہور مین آیا اور جسرت
آب چیاہ سے عبور کرکے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب اسپر قابو نہ پایا اسکے نواح پر تاخت کرکے بہت
آدمیون کو اسیر کیا اور پھر کلانور کیطرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے حکم بھیجا کہ زیرک خان حاکم سمانہ اور اسلام خان
حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کرکے
آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت وہانسے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کرکے لاہور کیطرف پلٹ گیا اور ماہ محرم
سنہ ۸۳۲ آٹھسو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کرکے دہلی مین آیا اسکے بعد سلطان مبارک شاہ میوات کیطرف
جاکر مصدوارہ مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوے مالگذاری قبول کی اور بعضون نے آنکر
ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کے پہونچی سلطان نے
ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا تھا اسے ساتھ خطاب عماد الملک کے
سرفراز کرکے ملتان کی طرف بھیجا اور سنہ ۸۳۳ آٹھسو تینتیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کیطرف نہضت فرمائی اور راستہ مین

ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ملکہاٹ کے سمت روانہ ہوا ملکہاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ مین درآیا بادشاہ نے سکی ولایت پر تاخت کرکے کنیز و غلام بیشمار اسیر کیئے اور وہان سے رابری مین آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثناے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے حضور زمرہ امراے عمدہ سے تھا اور جاگیرین لایق رکھتا تھا اور تبرہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از اقطاع تبرہندہ اور امروہہ اور سرستی درمیان دوآب مین بھی ولایتین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اُسکا خزانہ جو بادشاہونکے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندون کے نام مسلم رکھا اور اُنھون نے حقوق بادشاہی کو منظور نرکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ تبرہندہ کیطرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ دفع اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع پاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور راے ہیو بہٹی کو فولاد غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تبرہندہ کیطرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر انھین غافل کیا اور صبح کے وقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور ملک یوسف اور راے ہیو بہٹی کے پاس سپاہ ضعیف تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شبکو پھر انکے سر تاخت لایا اور بروج قلعہ سے اور بارہ سے بھی توپ و تفنگ بھرکر کے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کیطرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تبرہندہ کیطرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور اُنھون نے وہان جاکر تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہی اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تبرہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہود میثاق کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک ایک مرد صادق القول اور واثق العہد ہی لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اُسکی بات نہ سنیگا اور دوسرونکی عبرت کیواسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور جو خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک بے نیل مقصود پلٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ کی بزودی دشوار تھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود نے بھی نواح تبرہندہ سے رایت مراجعت برپا کیا اور اسلام خان لودھی اور کمال خان اور راے فیروز اور دوسرے امیران عمدہ قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور عماد الملک اول تبرہندہ کیطرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سرگرم کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی اور کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرق آب سے مقصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانکے اور ایک جماعت معتمدین کو کابل کیطرف بھیجکر سابق خطیر

قبول کیے اور جو سلطان مبارک شاہ نجلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملایمت مسلوک نرکھتا تھا جب امیر شیخ علی کابل سے بر آیا راستہ مین کھکر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے اقطاع امرا کو جو قلعہ گیری مین مشغول تھے تاخت و تاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اُسکے بعد تیرہندہ کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت مختار بیدا ہینے سے مفقود دیکھی پاے قلعہ سے برخاستہ ہوے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے بر آمد ہو کر امیر شیخ علی کو دیکھا اور دو لاکھ تنکہ نقرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کیطرف گیا اور استحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل و غارت مین سعی موفورہ اور کوشش مبلغ بجا پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اس سے اپنے تصرف مین لایا اور مردم گرسنہ کو کہ کئی سال سے عسرت مین تھے سیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا ادا کرکے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپالپور مین جاکر جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ تیس یا چالیس ہنود کو قتل کیا اور ہندی بہت گرفتار ہوے اور جو کہ کوئی معاش نرکھتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنیکے ارادہ سے قصبہ طلمبہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلو تہی کرکے طلمبہ کیطرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلمبہ سے برخاست کرکے ملتان کی طرف جاوے عماد الملک نے ملتانکی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہو کر آب راوی سے عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور رسا تھ چناب کے مشہور تھے خراب کرکے ملتان سے دس کوس آگے پہونچا اور عماد الملک اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُسکے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثنا راہ مین امیر شیخ علی کے پاس پہونچکر محاربہ سخت وقوع مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُسکا ایک پارہ قتل ہوا اور کچھ بھاگ کر خیر آباد کیطرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ باغ مین معطل رہا اسدن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسیطرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ مارتا تھا اور آدمیون کو قتل کرتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے بزرگ مثل زیرکخان و ملک کالوے شحنہ پیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور راے ہور اکو عماد الملک کی مدد کو بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو آس ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہو کر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی اور حرب صعب کے بعد باوجود اسکے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلام پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست فاحش پائی اور اکثر آدمی اُسکے مارے گئے اور باقی آب جہلم مین ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدرے قلیل اپنے ہمراہ کابل مین پہونچایا اور مضمون ملہت بجلدی ظاہر کیا اور عماد الملک در تمام امرا قلعہ سیور تک تعاقب کرکے ملتان کیطرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے ملک مظفر کو مع اسباب حصار داری قلعہ سیور مین چھوڑ کر خود کابل کیطرف متوجہ ہوا اور امراے کلی بادشاہ کی حکم کے موافق دہلی مین آئے اور اُس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے تنبیہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی مین طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینے سنہ آٹھ سو بتیس ہجری مین جسرت کھکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور کرکے جالندر کیطرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا معرکہ جدال و جنگ مین گرکے جسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور اسپ اور اموال بہت اُسکے سے متصرف ہو کر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کی اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب امیر شیخ علی انتقام کی فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہو کر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلمبہ کو قتل کیا باوجود اسکے صلح سے لیا

عورتون اور لڑکون کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد غلام بھی تبرہندہ سے برآمد ہو کر ولایت راے فیروز مین گیا اور راے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین سراپردہ سرخ لاہور اور ملتان کیطرف برپا کیئے اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر کو لاہور کی حکومت دیکر مستقل کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ مین پہونچا جسرت پاے قلعہ سے برخاست کرکے کوہستان مین آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کیطرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبرہندہ کے قلعہ مین دم لیا سلطان نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرما کر نصرت خان کرک انداز کو لاہور کا حاکم کیا اور خود اثناے راہ ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکرگاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک کو مع سپاہ کمل اور مسلح زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کیواسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر اور زیرک خان اور اسلام خان اور دوسرے امرا کو قلعہ تبرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ماہ ذیحجہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہو کر تبرہندہ کے تسکین فساد کیواسطے سمانہ مین گیا اور اپنے والدہ مخدومہ کے وفات کی خبر سنکر دہلی کیطرف تنہا مراجعت کی اور بعد تکفین وتجہیز اور مراسم عزا کے پھر لشکر مین ملحق ہوا اور فسخ عزیمت تبرہندہ کرکے میوات کی طرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرت خان سے برآوردہ کرکے ملک اﷲداد لودھی کے مفوض فرمائی اور جسرت بعد بادشاہ سے قوی دل ہو کر جالندر کو بزور شمشیر نصرت خان سے چھینکر لشکر انبوہ گکھڑون سے فراہم لایا اور اﷲداد لودھی سے جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد دیکھ قوی ہوا سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان سے پیشکش لیا اور دہلی مین آیا اور خبر توجہ امیر شیخ علی کی تبرہندہ کیطرف فولاد غلام کے مدد کیواسطے منتشر ہوئی بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور آٹھ سو چھبیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور اول عماد الملک کو ان امرا کی کمک کیواسطے جنہون نے تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا تبرہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کیطرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کے واسطے مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہو کر رات کو شہر سے برآمد ہو کر دیبالپور کیطرف مفرور ہوئے دوسرے دن امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب مین بھیجی انھون نے جا کر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور لاہور کے قلعہ کے جس مقام مین مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیبالپور کیطرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمعیل کہ اسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست فاحش پائی تھی جرأت جنگ نکر کے دیبالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیبالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی مین پہونچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبرہندہ سے حصول سعادت ملازمت مین فائز ہودین اور باقی امرا اور منصب دار بدستور قلعہ گیری مین مشغول رہین امیر شیخ علی بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کرکے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسیطرح سے قلعہ سیور مین چھوڑا اور خود کابل گیا سلطان نے ملک سکندر تحفہ کو جو روپیہ خطیر جسرت کو دیکر اپنے تئین اسکے زندان ستم سے رہا کیا تھا

شمس الملک خطاب فرماکر دیبالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے
مع لشکر گران حصار لاہور کو قتل کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپرد کرکے کابل کیطرف راہی ہوئے
اور سلطان نے طلبہ کی برابر آب راوی سے عبور کرکے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام
مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہوکر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے اردو کو دیبالپور کی
اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوص سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کرکے لشکرگاہ مین آیا
اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کرکے صوبہ پنجاب اور دیبالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال
دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اُن کے وہم
سے ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو
مرد سنجیدہ اور کار آزمودہ تھا بجاے رجوعات ہوکر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے
اور دیبالپور اور لاہور اور جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہوکر درپے اتفاق ہوا اور سدارن ولد کانکو کھتری اور
سدپال کنجوی کھتری کے پوتے کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور میران
صدر نائب عرض ممالک اور قاضی عبدالصمد حاجب خاص اور دوسرے آدمیونکو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مصاحت
مین موافق اور یکدل کرکے جویاے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۳۷ھ
آٹھ سو سینتیس ہجری مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرماکر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کیطرف گیا اور تھوڑے
عرصہ مین اُس ملک کے زمیندارونکو مطیع اور فرمان بردار کیا اور اُسوقت خبر فتح تبرہندہ کی مع سر فولاد غلام کے پہونچی سلطان پلٹکر
شہر مبارک آباد مین آیا اور سُنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوہی کے کالپی کی سرحد مین جنگ ہوتی ہی
سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے
باہر نزدیک چبوترہ سیرگاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کیواسطے توقف فرمایا بیت او درین تدبیر واگہ نے کہ تقدیر فلک
صفحہ تدبیر را خط مشیت درکشدہ اور جو سب سے نیکی کی تھی اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کا ذمہ تو نے نہ کی تھی اندیشہ غدر
ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہوکر بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشہ کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب ۸۳۷ھ
آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ کے دن بعادت مالوف معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جاکر عمارات خاص مین فروکش ہوا
اور جمعہ کی نماز کا تہیہ کیا اُسوقت سدپال میران صدر اور قاضی عبدالصمد ایک جماعت ہنود مسلح اور مکمل سے اندر گئے اور سدارن
ولد کانکو ہی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نجا سکے سلطان باوصف اسکے کہ اس جماعت کو ہتھیار
بند دیکھا غدر کی فکر نکرکے بحال اپنے بیٹھا رہا یہانتک کہ سدپال نے تلوار کھینچکر ضربت سلطان کے فرق مبارک پر پہونچائی
دوسرون نے بھی چار و لطرف سے شمشیرین علم کرکے اُس شاہ بیعدیل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے سلطان شہید کو
اُسی جگہ ڈالکر اپنے تئین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ مین نے اقرار کے بموجب سلطانکو قتل کیا اور ملک سرور الملک
وزیر یزید صفت نے اسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد مین دیکھا سلطان مبارک شاہ
مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور اخلاق ستودہ مین اوصاف رکھتا تھا اور
کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات کے گرد نہ پھرا اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس

نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا**۔ جیسا کہ رسم جہان ہے کہ جہان بے جہانداری کے نہین رہ سکتا ہے اُسی دن کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور الملک وزیر کافر نعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیلخانہ اور توپخانہ بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہوکر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اسپر مصروف کی کہ امراے قدیم کو معزول کرکے امراے جدید بحال کرکے اور رخصت کے وقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردۂ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوئے تھے تن رضا بہ قضا دیکر اُسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطنا اپنے ولی نعمت کی انتقام کے فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور انکے قرابتیون کو قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دواب کے دیئے اور میران صدر کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان اقطاع لایق دیکر خوشدل اور محظوظ کیا اور امرا اور بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی یارا نوشہ کو تحصیل مال چند سالہ کیواسطے سمانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سمانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لاوے یوسف خان اوحدی خبردار ہوکر ہندوان سے سمانہ مین آیا اور یارا نوشہ نے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو لفر امراے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیر و زمین اپنے تھے مانند ملک چمن حاکم بداؤن اور ملک الہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کمک ترک بچہ کے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے خان اعظم سید خان اور سدارن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برنمین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر بانتقام خون ولی نعمت کے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک الہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کسی فکر مین ہے خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرکے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان مین ملک چمن ملک الہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے پیشتر ذرکر آدھی رات کو دہلی کیطرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونے سے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک الہ داد اور ملک چمن اور امراے موافق کو طلب کیا اور وہ بلا توقف و تامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آنکر کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کیطرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک جرب و ضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے کام محصورون پر تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ نے کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کیا تھا خاطر مردم بیرونی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچاوے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے

اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھ کر چاہا کہ پیش دستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اپنے آدمیون اور میران صدر کے بیٹونکو بقصد غدر مسلح کرکے سراپردہ بادشاہی مین داخل کیا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کے واسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے دفع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھ کر اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹونکو کہ حرام خورترین از حرامخوران تھے گرفتار کرکے سر و بار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانون مین محکم ہوکر جنگ مین مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اُسے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام اُمرا مستعد ہوکر بداؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کرکے اہل کر رسم کافران ہو اپنے گھر مین آگ روشن کرکے زن و فرزندون کو جلاکر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سدارن مع جمیع کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے حظیرہ کے قریب بعقوبت و شدائد تمام قتل ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے متعلقون ملک سرور الملک نے اپنے گھرونمین محکم ہوکر جنگ پر کمر کسی سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کرکے کمال الملک اور دوسرے دولتخواہون کو بلادین چنانچہ کمال الملک نے مع جمیع اُمرا شہر مین داخل ہوکر باغیون کے مکانکو متفق ہوکے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سب کے سر تن سے جدا کرکے باقی سے سبکدوش کیا نظم چنین است آئین گردندہ دور ✤ گہے مہربانی کند گاہ جور ✤ ز دوران امید وفا داشتن ✤ بود چشم نوراز نہا داشتن ✤ ز دور روزنست ای بو الہوس مہر او ✤ نشان وفا نیست در مہر او ✤ دوسرے دن کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمالخان ہوکر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور ملک چمن ساتھ غازی ملک کے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب دریاخانیہ کا لیا اور ملک لکھو تراج مبارکخانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہوکر بدستور سابق حصار فیروزہ کے تاوہ داری مین سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی کوتوالی پائی اور اقطاعات و پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور مین بعزم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے قریب قردکش ہوا اور احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر اُمرا اُن مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت مین حاضر ہوا تمام اُمرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان کے دربار مین حاضر ہوئے اور خلعتہاے فاخرہ سے سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جاکر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام اُس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے رجوع کرکے دہلی مین معاودت کی اور ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین سمانہ کی طرف گیا ایک فوج جسرت کھکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجی یہانتک کہ اُسکی ولایت کو تخت و تاراج کرکے پلٹ گئی اور خود دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مالکی پروا نرہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اُسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت پر بے حکم بادشاہ کے متصرف ہوا بیت چو شہ باز ماند

زیر دا ے ملک ٭ فتد ہر سرے راتمناسے ملک ٭ بادشاہ نے ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر بھیجکر
انکو مغرور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا اور ملک بہلول بجمعیت کرکے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت
تک متصرف ہوا بادشاہ نے اس مرتبہ حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پاکر دہلی مین آیا اور
ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمان برداری مین سرگرم
رہون بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو بخطاب
حسام خان نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام نے اصراف زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اسکے ممالک مین طمع کی اور
جب زمینداران بلج گذارنے باج ستان کو ایسا دیکھا ہاتھ اداے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب
وتنبیہ مین ہرگز التفات نفرمائی بے پروائی اسکی عالمگیر ہوئی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور
سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دو کوس پر آنکر
ضبط ولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے ایلچی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ و ابرام تمام اسسے
مدد کیواسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار جرار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت ولشکر بسیار
نے خود ارادہ جنگ نکرکے امراسے کہا کہ میرے سوار ہونیکی حاجت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے
حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوہی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کہ اسمین اکثر پٹھان اور
مغل تیرانداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوہی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اسنے بھی اپنے بیٹون
غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ طرفین سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول
نے اسکے آدمیون سے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُس دن اسکے مساعی جمیلہ سے ثناخوان اور محظوظ ہوا اور
سلطان محمود خلجی مالوہی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مندو
کیطرف سے آتا ہے زیادہ تر دلگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اُس وقت
سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب سر دین جنگ
کے آنکو دست توہم مین سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوہی کے
پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسیوقت کوچ کیا
اور ملک بہلول نے بادشاہ کی لوا سے مثل ماسکے پیچ و تاب کھایا اور پھر سوار ہوکر مالوہیونکا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف
تیغ خون آشام کیا اور مال ومتاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی آبرو نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بہلول کو
اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب زرانی رکھا لیکن جلب صلح سلطان محمد شاہ کی نزولیکا سبب ہوا اسکا نظرون اور دلونمین قرب
اور اعتبار رہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۵ھ آٹھ سو پنتالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول
لودی اور جسرت کھکر کے دفع کیواسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین
نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اسکے ساتھ طریق دوستی کا نا پکڑ دہلی
کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے ہولے بادشاہی سر مین پڑی اور بہت سے پرگنات پر متصرف ہو کر
ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال اہانت اور

استیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ ہنستے
روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچا یا کہ اُمرا سے نزدیک نے سر اُسکی اطاعت سے پھیرا اور
بیانہ کے زمیندار تمردی اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور ۸۴۹ھ
آٹھ سو اُنچاس ہجری میں اس دار ناپایدار سے عالم باقی کیطرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت
پر متمکن ہوا بیت زہے ملک دوران سر دانشیب ＊ پدر رفت و پاے پسر در رکیب ＊ سلطان محمد شاہ کی مدت
سلطنت بارہ برس اور چند ماہ تھی۔ ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا۔ بادشاہ علاء الدین
نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام اُمرا سواے ملک بہلول لودہی کے تخت گاہ میں حاضر ہوئے اور حلقہ بیعت اُسکا
اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری میں بیانہ کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ میں
مشہور ہوا کہ جونپور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کیواسطے آتا ہی باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی میں پلٹ آیا حسام خان
نے کہ وزیر الممالک اور نائب غیبت تھا عرض میں پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہون کی شانکے
خلاف ہی بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ بادشاہ اپنی بات سے سست تر اور
امر سلطنت میں نہایت بیوقوف ہی اور ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری میں بادشاہ علاء الدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا
وہان کی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی میں آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہی
حسام خان نائب وزیر جو اُس یورش میں ہمراہ تھا اُسنے اُسکو نصیحت کی اِلا سودمند نہ آئی اور سیطرح خاطر اُس کی
بداؤن کیطرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جونپور اور بنگالہ پر
شاہان صاحب سکہ نے قبضہ کیا جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودہی اپنے قبضہ میں
رکھتا تھا اور مہرولی سراے لاڈو پر جو شہر دہلی کے متصل ہی احمد خان میواتی متصرف ہوا اور سنبھل کو گذر خواجہ خضر تک
کہ دہلی میں پیوستہ ہی دریا خان لودہی اور کول کو عیسیٰ خان ترک بچہ اور رابری کو قصبہ بھونگانون تک اور قطب خان
افغان اور کنپل پٹیالے کو راے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف میں لایا فقط شہر دہلی اور چند سواضع اور
بادشاہ کے قبض و دخل میں رہے اسی قدر ریاست میں بادشاہی کرتا تھا اور انہی دنون میں ملک بہلول لودہی نے مثل عہد
سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد میں لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہوکر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے
امر بادشاہی کے تقویت کے بارہ میں متامل ہوکر قرعہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسیٰ خان اور راے پرتاب کے
درمیان میں لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہین اگر اُسے منصب وزارت سے
معزول کرکے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمان بردار ہون اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور چند پرگنے
امرا سے براوردہ کرکے شریک خالصہ بادشاہی کرین بادشاہ علاء الدین جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کرکے
حمید خان کو زنجیر میں کھینچا بیت کسی کو تا بگل گوید کہ از مرغان بستانی ＊ ترا جز بلبلے بنود چہ دارے بستہ پر او را ＊
اُسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کرکے فرمایا کہ میں وہان استقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے پھر از روے
اخلاص عرض میں پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پاے تخت کرنا صلاح دولت نہین ہی بادشاہ نے اُسکے
قول کو سماعت نہ کی اور بیشتر سے زیادہ تر اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کرکے دہلی میں

چھوڑا اور برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عہدہ امیری دیوان امیر کوہی مرحمت کرکے اداخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغواے سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و عشرت مین مشغول تھا ساتھ اُسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور راے پرتاب نے ملازمت کی اور عرض کی کہ امراء حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے چالیس پرگنے خالصہ بادشاہی مین داخل ہون اور راے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا کسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان نے ولایت راے پرتاب کو تاراج کرکے اُسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اُسوقت چاہتا تھا کہ اُسکے فرزند حمید خان سے انتقام لے اور سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے چندان بہرہ نرکھتا تھا حکم اُسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہواخواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی بہزار حیلہ و تدبیر زندان ستم سے نکلکر دہلی کیطرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اُسکا تھا آگاہ ہوکر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جاکر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سب کو سر و پا برہنہ بنہایت اہانت اور بیعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا بہانہ کرکے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بناکر تخت سلطنت پر بٹھا دے یعنی سلطان محمود شرقی حاکم جونپور کو جو سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا برائے نام بادشاہ بناوے اور در اصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گھات مین ایسے وقت کے تھا اپنے بخت کو مرحبا لکہکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کیواسطے دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور وہ با جمیعت تمام کوچ بر کوچ کرکے دہلی مین آنکر متصرف ہوا اور آیندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھاکر اپنے تئین بادشاہ بہلول مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کرکے اسی سال کہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چوون ہجری تھی دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کرکے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کیطرف گیا اور افغانون کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہوکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کرکے سلطان کا نام خطبہ سے نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھی ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہوکر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ ہجری مین یکبار کی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور نام بادشاہ علاء الدین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی دہلی مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداؤن کی حکومت اٹھائیس برس رکھی۔

ذکر سلطنت سلطان بہلول لودھی کا۔

مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپس مین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ سوداگری کے واسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اس جماعت کے درمیان سلطان فیروز شاہ باربک کے عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان مین آیا اور ملک مردان دولت

حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار کی اور جب خضر خان سلطان فیروز شاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازمون کے سلک مین منتظم ہو کر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ ملک اقبال خان کے مقابل ہو کر لڑا اور اُسے قتل کیا اس سبب سے خضر خان کے نزدیک درجۂ اعتبار کے لائق ہو کر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ دورالہ کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل کے قریب مکان کے نیچے دبکر مر گئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کر کے برآوردہ کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُس مین پائے اُسکی محافظت مین مشغول ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور اُسوقت ملک بہلول کا نام ملو مشہور تھا اپنے چچا اسلام خان کے پاس سرہند مین جا کر پرورش پائی اور جب کسی معرکہ مین اُسنے آثار جلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر کے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار افغان کہ اکثر عزیز اور ہمقوم تھے اُسکے ملازم ہوے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کر کے وصیت فرمائی اُسکے بعد کہ اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے نوکرون کے تین فرقہ ہوے چنانچہ افغانون نے وصیت کے موافق ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز برادر اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب رکھتا تھا موافق ہوے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا ساتھ مردانگی اور تدریج کے استقلال تمام پہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جا کر ارکان دولت کے وسیلہ سے معروض رکھا کہ افغانون نے سرہند مین ہجوم کیا ہی آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جا کر افغانونکو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے نکالے اور جسرت کھکر کو بھی ساتھ اسی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغانان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان مین پناہ لیگئے جسرت کھکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانونکو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ظہور مین نہین آئی ہی بھاگنے کا کیا سبب ہی اُنھون نے عہد طلب کیا چنانچہ پیمان با ایمان اُنسے موکد ہوا ملک فیروز لودھی اپنے بڑے بیٹے شاہین خان اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل و عیال سپرد کر کے خود مع افغانان معتبر ملک سکندر تحفہ اور جسرت کھکر کے پاس گیا اور اُنھون نے قطب خان کی تحریک سے نقض عہد کر کے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانونکو قتل کر کے لشکر اُنکی اہل و عیال کے سر پر بھیجا ملک بہلول اہل و عیال کو مقامہائے محفوظ اور جاہائے قلب مین لیگیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ پر آمادہ ہوا کچھ افغان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوے اور جب اُنکے سر سرہند مین لائے جسرت کھکر ملک فیروز لودھی سے مقتولونکا استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک اسم بتاتا تھا یہانتک کہ اُسکے فرزند کا سر اُسکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ مین اُسے نہین پہچانتا جسرت کھکر کے آدمیون نے عرض کی کہ یہ مرد نہایت شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار رونے لگا